احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

FR-10

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 31 مئی 2013ء 20 رجب 1434 ہجری 31 ہجرت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 122

جمعہ 31 مئی 2013ء

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

''انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے۔ پھر ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔...... (البقرہ:223) یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں۔ مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی ممد اور معاون ہے۔ اگر انسان اِسے ترک کردے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے۔ اس لئے ہر...... کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے۔ ہر نماز میں وضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمّیت (زہر) اور عفونت سے روک ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے۔ ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 164)

حضرت مفتی صادق صاحب کے مکان کی نسبت دریافت کرکے فرمایا کہ:

''اس کے مالکوں کو کہو کہ روشندان نکال دیں اور آج کل گھروں میں خوب صفائی رکھنی چاہئے کپڑوں کو بھی ستھرا رکھنا چاہئے۔ آج کل دن بہت سخت ہیں اور ہوا زہریلی ہے اور صفائی رکھنا تو سنت ہے۔ قرآن شریف میں بھی لکھا ہے۔ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ (-) (المدثر:5-6)''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 576)

حضرت مسیح موعود نے سید فضل شاہ صاحب کو یہ فرمایا کہ:

''آپ کا کمرہ بہت تاریک رہتا ہے اور اس میں نم بھی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ آج کل وبائی دن ہیں۔ رعایت اسباب کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہاں آگ وغیرہ جلا کر مکان گرم کر لیا کریں''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 690)

امراض وبائیہ کا تذکرہ ہوا تو فرمایا:

''یہ ایام برسات کے معمولاً خطرناک ہوا کرتے ہیں۔ ہند کے طبیب کہتے ہیں کہ ان تین مہینوں میں جو بچ رہے وہ گویا نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے''۔

پھر فرمایا: ''یہ جاڑا بھی خوفناک ہی نظر آتا ہے''۔

فرمایا: ''اطباء بڑے بڑے پرہیزوں اور حفظ ماتقدم کے لئے احتیاطیں بتاتے ہیں۔ اگرچہ سلسلہ اسباب کا اور اُن کی رعایت درست ہے مگر میں کہتا ہوں کہ محدود العلم ضعیف انسان کہاں تک بچار بچار کر غذا اور پانی کا استعمال کیا کرے۔ میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ مَیں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 201)

سونے سے پہلے صفائی

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بہت حساس ہے اس سے ہمیشہ محتاط رہو۔ جو شخص اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ پر گوشت وغیرہ کی چکنائی لگی ہو اور اس کو کوئی نقصان پہنچے تو وہ صرف اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرائے۔

(ترمذی کتاب الاطعمه باب فی کراہة البیتوته حدیث نمبر 1782)

(یہاں شیطان سے مراد وہ کیڑے مکوڑے ہیں جو چکنائی پر لپکتے ہیں اور انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔)

ضرورت ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پاکستان سٹوڈیوز میں حسب ذیل دو آسامیاں خالی ہیں صرف وہ مرد امیدواران جو دینی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر وقف کی روح کے ساتھ سخت محنت اور لگن سے کام کرنے کی امنگ رکھتے ہوں فوری طور پر رجوع کریں

آڈیو ویڈیو/ایڈیٹر اینڈ گرافکس ڈیزائنر

ایک بی ایس کمپیوٹر گرافکس/فلم میکنگ/ ماس کمیونیکیشن معہ کسی ٹی وی چینل یا پروڈکشن ہاؤس میں کام کا تجربہ ہو۔ اپنی اسناد اور تجربے کے سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی کے ساتھ اپنا CV بھجوائیں۔

Adobe Media Suit پر کام کرنے کا تجربہ ضروری ہے۔ خصوصاً Adobe Premier اور Adobe Photo Shop اور Adobe After Effects پر کام کا تجربہ ہو۔ کیمرہ ورک اور اس کی ٹیکنیکس سے آگاہی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اضافہ تجربہ ہو تو اس کا ذکر کریں۔

واقفین نو کو ترجیح دی جائے گی۔

سکرپٹ رائٹر

ایک ماس کمیونیکیشن میں بی ایس/ ایم اے جرنلزم/ ایم ایس سی ماس کمیونیکیشن کسی ٹی وی چینل یا پروڈکشن ہاؤس میں سکرپٹ لکھنے کا تجربہ۔ اپنا مکمل پروفائل و اسناد کی فوٹو کاپی اپنی درخواست کے ساتھ بھجوائیں۔ واقفین نو کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنی درخواستیں مورخہ 10 جون 2013ء تک بنام ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھجوائیں یا حسب ذیل ای میل ایڈریس پر ای میل کر دیں۔

Pakistan@mta.tv مزید معلومات کیلئے حسب ذیل ٹیلی فون نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

+92476212281 -

+92476212630

(ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے ربوہ)

مشعل راہ

خدا تعالیٰ نیکی کی بہت قدر کرتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 14 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی بے آب وگیاہ جنگل میں گم ہو جائے اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو وہ اس کو اتنا ڈھونڈے وہ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے اور پھر کسی درخت کے تنے کے پاس سے گزرے اور دیکھے کہ اس کی اونٹنی کی لگام کسی درخت کی جڑوں سے اٹکی ہوئی ہے۔ تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ شخص تو بہت خوش ہوگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبہ)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی کا حال اپنے بندوں کی توبہ کی طرف مائل ہوتے دیکھ کر اور گناہوں سے معافی مانگتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہونے پر۔ تو جب اللہ تعالیٰ کو ہمارا اس قدر خیال ہے تو ہمیں کس قدر بڑھ کر اس سے محبت کرنی چاہئے۔ اور اس کے آگے جھکنا چاہئے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کے انبیاء کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

''حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا، ہاں یہ جو کہنے والا ہے خود اس شخص کے اعمال ضائع ہو گئے جس نے ایسا کہا''

(مسلم کتاب البر والصلہ باب النہی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ)

تو بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ بیٹھ کر باتیں کر دیتے ہیں اپنی نیکیوں کے زعم میں فتوے لگا دیتے ہیں کہ فلاں گناہ گار ہے، فلاں یہ ہے، فلاں وہ ہے، اور یہ بخشا نہیں جا سکتا۔ تو بخشا یا نہ بخشا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بندے کا کام نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا کام کسی بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ایسی باتیں کر کے سوائے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہوں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(روزنامہ الفضل۔10/اگست 2004ء)

تائید خدا دیکھی

دورہ امریکہ کے پس منظر میں

تائیدِ خدا دیکھی اس بار جدا دیکھی
ظلمت کی فضاؤں میں بدلی سی ہوا دیکھی

اس شہر کے لوگوں کا کہنا بھی ہے یہ آقا
آپ ایک فرشتہ ہیں اٹھتی یہ صدا دیکھی

ہر ایک ترا عاشق جیسے کہ ہو برسوں سے
تعظیم و عقیدت کی آنکھوں میں ضیاء دیکھی

رکھے ہوئے سینوں پہ جوڑے ہوئے ہاتھوں سے
اظہارِ محبت کی اک خاص ادا دیکھی

مے خانۂ کوثر تھا تیرا تو وجود اس وقت
اک دید کے نشہ کو ہر تشنہ نگاہ دیکھی

پردھان وہ جتنے تھے سر ان کے جھکے دیکھے
اک فیض کمانے کو ہر چشم براہ دیکھی

وہ خوب نبھائیں گے جو تجھ سے لگائی ہے
ان لوگوں کی باتوں میں خوشبوئے وفا دیکھی

تُو شاہِ زمانہ ہے اے امن کے شہزادے
اس ایک حقیقت کی محفل وہ گواہ دیکھی

اس شہر کی کنجی بھی جو پیش ہوئی تجھ کو
شاہوں کے اے شاہ تیری اک شان جدا دیکھی

قادر کی عجب دیکھی اس ملک میں اک قدرت
ہمراہ فرشتوں کی اک خاص سپاہ دیکھی

جاتی ہے معلّیٰ تک جو دل سے نکلتی ہے
وہ آج ظفؔر ہم نے تاثیر دعا دیکھی

مبارک احمد ظفر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ

محمد ہی نام اور محمد ہی کام علیک الصلوٰۃ، علیک السلام

کنگن جو سراقہ کو پہنائے گئے

وہ اپنی جگہ ہکا بکا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ جو بات اس نے سنی تھی وہ اس کے خواب و خیال سے بھی باہر تھی۔ اتنی بعید از قیاس کہ گویا ناممکن۔ تن تنہا وسیع و عریض صحراء میں اپنی گھوڑی کو بگٹٹ دوڑاتا ہوا کچھ ہی دیر پہلے وہ یہاں تک پہنچا تھا۔ تب اچانک اس کی گھوڑی نے ٹھوکر کھائی تھی اور وہ دھڑام سے زمین پر آ رہا تھا۔ وہ ایک ماہر گھڑ سوار تھا اور اس کی گھوڑی بہت سدھائی ہوئی تھی لیکن وہ بمشکل ہی اٹھ سکی تھی۔ گھوڑی کا یوں ٹھوکر کھا کر گرنا اور پیٹ تک زمین میں دھنس جانا ایک غیر معمولی امر تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اگر اس نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش جاری رکھی تو اس پر کوئی سخت بلا نازل ہو گی۔

اسی صبح قریش کے کچھ لوگ اس کے قبیلہ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بصد افسوس بتایا تھا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے چنگل سے نکل گئے ہیں۔ اس لئے اہل مکہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو کوئی محمد ﷺ کو گرفتار یا قتل کر کے لائے گا اسے ایک انسان کی دیت کے برابر انعام دیا جائے گا۔ اور ایک انسان کا خون بہا ایک سو اونٹ مقرر تھے۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص نے مجلس میں ذکر کیا کہ اس نے سمندر کی جانب چند لوگوں کو جاتے دیکھا ہے اور اس کا خیال ہے کہ وہ محمدؐ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ بن مالک بن جعشم سمجھ گیا کہ اس جگہ اس وقت آپ ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن سارا انعام اکیلے حاصل کرنے کے لالچ میں اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ وہ محمد ﷺ نہیں بلکہ فلاں فلاں لوگ ہیں۔ پھر گفتگو کا رخ کسی اور موضوع کی جانب موڑنے کے بعد وہ چپکے سے اٹھ کر گھر آیا اور گھوڑی پر سوار ہو کر، ہاتھ میں نیزہ لئے وہ تیزی کے ساتھ اس جانب روانہ ہوا جہاں اس کے اندازہ کے مطابق آپ محو سفر تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور پر تین آدمیوں کو جاتے دیکھا۔ تب اپنی مشرکانہ عادت کے موافق اس نے فال نکالی تو وہ اس کے ارادہ کے مخالف نکلی۔ لیکن ایک سو اونٹوں کے انعام کا لالچ زیادہ طاقتور ثابت ہوا اور اس نے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ نزدیک پہنچنے پر اس نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ مسلسل تلاوت فرما رہے ہیں۔ کسی قسم کے خوف یا تجسس کا مظاہرہ آپ ﷺ نے نہ فرمایا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ کون آ رہا ہے اور کس قدر نزدیک پہنچ چکا ہے۔

ایسا کیوں تھا؟ اس لئے کہ خدا پر کامل توکل، اس کی حفاظت پر کامل یقین، اس کی معیت کی کامل معرفت، اور اس کے مدد و نصرت کے وعدوں پر کامل بھروسہ ہی وہ چیز تھی جس نے آپ ﷺ کو ہر قسم کے خوف سے کامل طور پر بے نیاز کر دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ اس یقین سے پر تھے کہ آپ خدا تعالیٰ کے اذن اور اس کے منشاء کے مطابق سفر فرما رہے ہیں۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ اس کی منشاء کے برخلاف کچھ بھی رونما ہو سکے۔ یہی سبق تو آپ ﷺ نے غار ثور کے منہ پر آنے والے اہل قریش کو دیکھ کر سوال کرنے والے حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا: لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ اس کے مقابل پر حضرت ابوبکرؓ اب بھی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے۔ اور بار بار عرض کرتے تھے کہ حضور اب تو پیچھا کرنے والا سر پر آن ہی پہنچا ہے۔ غار ثور کے موقع پر تو قریش نے نہ دیکھا تھا لیکن سراقہ تو دیکھ بھی رہا تھا۔ آنحضور ﷺ لیکن کچھ جواب نہ دیتے۔ آخر آپ رو پڑے اور عرض کیا کہ مجھے اپنی فکر نہیں مجھے آپ کی فکر ہے۔ تب آپ ﷺ نے دعا کی تو سراقہ کی گھوڑی ٹھوکر کھا کر گری اور اس کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس وقت تک بے نیازی اور اطمینان قلب کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ نے سراقہ کو اس قابل بھی نہیں سمجھا کہ اس کے واسطے دعا ہی کی جائے۔ اور اب بھی محض حضرت ابوبکر کے غم کو دیکھتے ہوئے دعا کی ورنہ اپنا معاملہ آپ ﷺ نے مکمل طور پر اپنے خدا کے سپرد کر رکھا تھا۔

سراقہ جو آپ کو یوں بے خوف و بے نیاز دیکھ کر پہلے ہی مرعوب ہو چکا تھا، جان گیا کہ گھوڑی کا دھنسنا آپ کی دعا ہی کا نتیجہ ہے۔ تب اس نے یقین کیا کہ ضرور کوئی بالا طاقت آپ کے ساتھ ہے اور آپ ضرور ایک دن کامیاب ہوں گے۔ تب تمام تر لالچ کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس نے با عجز و احترام عرض کیا کہ میں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا بس میری ایک بات سن لیں۔ آپ نے اب بھی اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ تب اس نے عرض کیا کہ مجھے ایک تحریر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان عہد و پیمان ہو۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو ارشاد فرمایا کہ اسے تحریر لکھ دی جائے۔ اس پر سراقہ نے عرض کیا کہ میرے یہ تیر بطور نشانی لے لیں۔ فلاں جگہ میرے اونٹ ہیں وہاں یہ نشانی دکھا کر جتنے چاہیں اونٹ لے لیں۔ خدا کی شان۔ یہی سراقہ چند منٹ پہلے اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کی جان کے درپے تھا اور اب یہ حالت کہ خود آپ کے حضور اونٹ پیش کرنے لگا۔ آپ نے اس کمال استغنا سے، جو آپ کے وجود کے ذرہ ذرہ سے چھلکتا تھا، فرمایا کہ ہمیں اس کے اونٹوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ گو سراقہ نے اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے تھے لیکن غالباً آپ ﷺ نے اس للّٰہی سفر میں سب کچھ خدا کے حضور پیش کرنے اور سب کچھ اسی سے لینے کا فیصلہ فرما لیا ہوا تھا۔ سراقہ تو پھر دشمن تھا اس سفر میں تو آپ نے ابوبکرؓ کی اونٹنی بھی اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔ انہی حضرت ابوبکرؓ سے آپ نے دوسرے وقت ہدایا اور تحائف قبول فرمائے ہوں گے۔ لیکن اس وقت نہیں۔ اس وقت استغناء اور توکل کی ایک نئی شان ظہور پذیر تھی۔ بظاہر تو آپ ﷺ بے سروسامان اور یک و تنہا تھے، لیکن اس حالت میں بھی آپ کی ایک عجیب شان وجود مبارک سے منعکس ہو رہی تھی جس کا ایک خاص ظہور چند ہی لمحوں میں ہونے والا تھا۔

خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ کیا ہی عجیب سلوک ہے۔ ہر چیز جو وہ اس کی خاطر چھوڑتے ہیں وہ انہیں دی جاتی ہے۔ جو کچھ اس کی راہ میں کھوتے ہیں وہ انہیں مل کر رہتا ہے۔ اور اس سے بہت بڑھ کر۔ پھر اس کی یہ بھی ایک سنت ہے کہ اس وقت جب بندے اس کی خاطر کمزوری اور خطرے کی حالت میں ڈالے جاتے ہیں عین اس وقت بکثرت فرشتے ان پر نازل ہوتے اور ان کو معیت کی نوید سناتے ہیں۔ تب ان بندوں کا ایمان و یقین ایسی بلندی کو چھو لیتا ہے کہ کسی قسم کا تردد و تامل، کوئی خوف اور غم ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ ان کو اپنی قدرت اور طاقت کے ایسے نظارے دکھاتا اور کامیابی و نصرت کے وہ وعدے دیتا ہے جو ان بے کس و کمزور بندوں سے ہونے محال ہوتے ہیں۔ شائد اس لئے کہ ایک طرف تو اس کے پیاروں کی ڈھارس بندھے اور ان کے یقین و ایمان میں اضافہ ہو تو دوسری طرف مخالفوں کے لئے وہ بطور نشان ٹھہریں۔ اور بظاہر ناممکن حالات میں عظیم الشان فتوحات کی پیش خبریاں دینا اور پھر ان کا فی الحقیقت پورا ہو جانا خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ہو۔

اسی سنت کے موافق خدا تعالیٰ نے اس بے سروسامانی کی حالت میں آپ ﷺ کو ایران کی فتح کی خوشخبری دی اور کشف میں نظارہ دکھایا کہ کسریٰ شہنشاہ ایران کے ہاتھوں کے کڑے اسی سراقہ کو پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ اب پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے براہ راست سراقہ کو تخاطب کا شرف بخشا اور فرمایا سراقہ تیرا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے؟ سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے حیرت سے کہا کسریٰ شاہ ایران؟ کہاں عرب کا ایک بدو اور کہاں ایران کا شہنشاہ جو ایک عظیم الشان سلطنت کا فرمانروا تھا۔ ایک ایسی سلطنت جس نے کچھ ہی سال پہلے اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی طاقت، سلطنت روم، کو شکست فاش دے کر اس کے قیمتی ترین صوبے چھین لئے تھے۔ شہنشاہ ایران کے کنگن اس بدو کے ہاتھوں میں؟ کتنی محیر العقول بات تھی؟ آپ ﷺ یہ خوشخبری سراقہ کو سنا کر پہلے سی شان استغناء کے ساتھ اپنے راستہ پر رواں ہو گے۔ آپ کو کسریٰ اور اس کی سلطنت کی کیا پرواہ؟ یہ تو ایک پیغام تھا جو آپ کو ملا اور آپ نے سراقہ تک پہنچا دیا۔ و بس۔ اور سراقہ؟ وہ تو اپنی گستاخی پر نادم تھا ہی اور اسی لئے اونٹ پیش کر رہا تھا، اس کے وہم میں بھی نہ ہو گا کہ یہ شہنشاہ دو جہاں اس پر ایسا احسان کرے گا کہ قیامت تک اس کا نام زندہ رہے گا۔

پھر بہت سال گزر گئے۔ آپ ﷺ مختلف مرحلوں سے ہوتے ہوئے فاتح مکہ ہوئے اور پھر اپنا کام پورا کر کے اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے جو اس وعدہ کے عینی گواہ تھے۔ آپ بھی وفات پا گئے اور سراقہ کا ہاتھ ان کنگنوں سے خالی ہی رہا۔ سراقہ تو شائد اس وعدہ کو بھول بھی چکا ہو لیکن محمدؐ کے قادر مطلق خدا کو وہ وعدہ یاد تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں شہنشاہ ایران کی سلطنت خود اس کی اپنی ہی زیادتیوں کی بنا پر زیر نگیں کی گئی۔ تب کسریٰ کا خزانہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اس میں وہ دو کنگن بھی تھے جن کا وعدہ بہت سال پہلے آپ نے سراقہ سے کیا تھا۔ جب کنگن حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپ نے سراقہ کو بلا بھیجا۔ تب فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ محمد ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے وہ الفاظ حرف بہ حرف پورے ہوئے اور شہنشاہ دو جہاں کے فرمان کے مطابق ایران کے شہنشاہ کے کنگن اس بدو کو پہنائے گئے جس نے ایک نازک وقت میں، اگرچہ نادم ہو کر ہی، آپ ﷺ کے ساتھ اچھے سلوک کا ارادہ کیا تھا۔

سراقہ سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ بعض گم گشتہ اونٹ میرے حوض پر آ جاتے ہیں اگر میں ان کو پانی پلاؤں تو کیا اس کا بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کا بھی اجر ملے گا۔

مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب

میری اہلیہ محترمہ پروفیسر رشیدہ تسنیم خان کی یادیں

الفضل 4 /اکتوبر 2012ء کے شمارے میں حضرت المصلح الموعود کے مضمون کا اقتباس چھپا ہے جو حضور نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت امۃ الحی صاحبہ کی یاد میں الفضل 18 /اپریل 1925ء میں لکھا تھا۔ حضور نے جدائی کے غم کی حقیقت کا ذکر جس اچھوتے ایمان افروز انداز میں کیا ہے۔ وہ مضراب بن کر اہلیہ مرحومہ سے متعلق میری یادوں کو جھنجھنا گیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

''جدائی، میرے نزدیک کسی کی جدائی اور اس دنیا کے لحاظ سے ہمیشہ کی جدائی کو یاد رکھنا، ایک خوشگوار رنج اور ایک فرحت پہنچانے والا غم اور ایک مسرت بخش تکلیف ہے۔ یہ رنج ہزاروں خوشیوں سے بہتر اور یہ غم ہزاروں فرحتوں سے اچھا ہے۔ محبت کا درد، درد نہیں بلکہ ایک دوا ہے۔ وفاداری کا صدمہ صدمہ نہیں بلکہ دل کو صاف کرنے والی ایک بھٹی ہے جس سے وہ جلاء پا کر نکلتا ہے اور انسان کی روح آلائشوں سے پاک ہو کر اس اعلیٰ مقام پر سانس لیتی ہے۔''

گزشتہ دنوں ہماری گلی میں ایک جانی پہچانی خاتون سے ملاقات نے ان یادوں کو مزید کرید ڈالا ہے: ان خاتون کے پیچھے پیچھے ایک سنہرے بالوں والی خوبصورت سی تین چار سال کی بچی ہنستی قہقہے لگاتی بھاگ رہی تھی، ہیلو ہائے کے بعد میرے پوچھنے پر اس نے بتایا یہ وہی بچی ہے جس کی پیدائش پر تم اور تمہاری بیوی کپڑوں کا گفٹ لے کر آئے تھے۔ دوسرے لمحے پوچھنے لگی تمہاری بیوی کہاں ہے، جب میں نے بتایا کہ گزشتہ سال اپریل میں اس کا انتقال ہو گیا تھا، تو بہت افسردہ ہوئی، کہنے لگی بہت ہی مہربان اور ہنس مکھ تھی۔ مجھے تمہارے اس نقصان پر بہت افسوس ہے۔ جب ہم صبح صبح سیر کو نکلتے، تو ان محترمہ سے سڑک یا پارک میں ملاقات ہوتی اس وقت یہ امید سے تھیں، علیک سلیک کے بعد رشیدہ حال احوال پوچھتیں۔

رشیدہ مرحومہ کی خودنوشت

سرگزشت

وفات سے دو ہفتے قبل، رشیدہ اپنی بیمار ہوتی طبیعت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے راضی برضا ہو کر قلم کاغذ پکڑ ماضی میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی تحدیث میں گم ہو گئی۔ بچپن کے قادیانی جنتی ماحول میں بیتے دنوں کی یاد کا تو بیان ''قادیان، میری بستی میری یادوں کے بستی'' (الفضل 25 نومبر 2011ء) میں قارئین پڑھ چکے ہیں۔ زیر نظر غیر مطبوعہ تحریر میں مرحومہ نے اپنی زندگی کے کچھ واقعات و تاثرات کو جس اچھوتے اور بے ساختہ انداز میں تحریر کیا ہے، اس کا رشیدہ کی 73 سالہ زندگی کے بالکل آخری دنوں میں ظاہر ہونا مقدر تھا۔

ان تحریرات کو پڑھتے وقت چشمِ تصور میں ایک عاجز و شاکر بندہ اُبھرتا ہے جو کمال سپردگی کی حالت میں اپنے خالق و مالک کی عنایات کو یاد کرتے ہوئے حمد و شکر کے ترانے گاتے ہوئے، شفقت و محبت بھرے سلوک کی درخواست کے ساتھ اس دنیائے فانی سے رخصتی کی تیاری کر رہا ہے۔

رشیدہ کی تحریر میں زبردست نستعلیقیت پائی جاتی ہے، جسے وہ اپنی استانی مس حور بانو کا فیض بتاتی تھیں، جن سے نویں اور دسویں کے دوران حافظ آباد گرلز ہائی سکول میں اکتسابِ علم کیا۔ محترمہ اردو کی ٹیچر، لکھنؤ کی پڑھی ہوئی تھیں، غلط اردو موصوفہ کے برداشت سے باہر تھی، اردو ان سے لکھنا سیکھی۔

تنکے چُن چُن محل بنایا، سب کہیں گھر میرا
نہ گھر میرا نہ گھر تیرا، چڑیا رین بسیرا

رشیدہ مرحومہ آپ بیتی کا آغاز اس اچھوتے انداز سے کرتی ہیں:

سورج ڈوب رہا ہے اور مجھے دور پار جانا ہے، میرے ہاتھ میں ماچس کی چند تیلیاں رہ گئی ہیں ....! قبل اس کے کہ میرا نام بولا جائے، مجھے اپنی کتابِ زندگی کا پہلا ورق کھول لینا چاہئے ......

میری پیدائش بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ میں 1937ء میں ہوئی۔ آپا جی بتایا کرتی تھیں یہ ایک دسمبر کی ٹھنڈی رات تھی۔ دائی نے فارغ ہو کر کہا، ''لو بی بی یہ تیسری بیٹی آئی ہے۔ کہتی ہو تو اسے باہر رکھ آتی ہوں۔ جب صبح پوچھیں گے تو کہیں گے مردہ پیدا ہوئی تھی۔'' میں نے تمہیں سینے کے ساتھ چمٹا کر اسے کہا ''چل دفع ہو یہ تو میری جان ہے۔''

میری سب سے پہلی یاد بڈھا گورایہ گاؤں میں رہائش کی ہے۔ خاص کر مجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے گھر میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت پیارا نیلی آنکھوں والا گڈّا سا بھائی، سعید بھیجا۔ میرا خیال ہے میں اُس وقت اڑھائی تین سال کی خوش باش بچی تھی، مگر آپا جی کے کہنے پر کہ میں بہت چڑچڑی ہو گئی ہوں، مجھے چک سدہ دادی جان کے پاس بھجوا دیا گیا۔ چک سدہ کا یہ چند دن کا زمانہ میری زندگی کا بہترین زمانہ تھا۔ میں سارے گاؤں کی لاڈلی تھی۔ روزانہ مجھے چوڑیاں چڑھوائی جاتیں، جو میں رات سونے سے قبل تڑوا دیتی اور میری ہر انوکھی سے انوکھی فرمائش پوری ہوا کرتی۔ میں تھی کہ گاؤں بھر سے شنید گالیوں کو گھر میں آ کر دُہرایا کرتی۔ میرے متعلق ماں جی (دادی جان) بڑی فکرمندی سے کہتیں کہ یہ باپ سے بڑی مار کھائے گی۔ بہرحال کچھ دنوں کے بعد دادی ماں جی کے بھائی مجھے کندھوں پر بٹھا کر نئے کپڑوں اور انڈوں سے بھری پوٹلی کے ساتھ واپس گھر بڈھا گورایہ چھوڑ گئے۔ میں نے واپس نہ جانے کی بہت ضد کی مگر میری یہ چار دن کی بادشاہی یوں جلد ختم کر دی گئی۔

بڈھا گورایہ میں صرف ہمارے ابا کو انگریزی گورنمنٹ سے نقد روپوں میں تنخواہ ملتی تھی۔ ابا جی کو ان کے اخلاق اور مالی حالت کی وجہ سے گاؤں میں ایک مخصوص مقام حاصل تھا۔ یہ گاؤں مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب، مقیم دارالصدر شمالی ربوہ کی محترمہ بیگم آپا ناصرہ مرحومہ کے خاندان کی ملکیت تھا۔ ابا جی نے یہاں بہت سے بچوں اور بڑوں کو قرآن پاک پڑھایا تھا۔ اب ابا جی کے یہ شاگرد دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے اس نیکی کو یاد کرتے ہیں۔ آپا ناصرہ مرحومہ میرا تعارف میرے محسن کی بیٹی کے طور پر کروایا کرتی تھیں۔

گاؤں میں ہر سبزی فروش چھابڑی والی سب سے پہلے ہمارے گھر میں آتی کہ یہاں سے نقد پیسے ملتے تھے۔ آپا جی (میری والدہ) بتایا کرتی تھیں کہ وہ نسبتاً سستا زمانہ تھا۔ میں تم تینوں بہنوں کو روزانہ نئے کپڑے سی کر پہنایا کرتی تھی اور سب غریب طبقہ آپ لوگوں کی اترن پہنا کرتا تھا۔

بڈھا گورایہ سے، میرا خیال ہے، ہمارا آبائی گاؤں چک سدہ زیادہ دور نہ تھا۔ ہفتہ میں ہم ایک بار ضرور گاؤں جاتے۔ ابا جی سائیکل پکڑے پیدل چل رہے ہوتے، ہم میں سے کوئی پیچھے بیٹھا ہوتا اور کوئی پیڈل پر کھڑا ہوتا۔ آپا جی گود کے بچے کو پکڑے گھوڑی پر سوار ہوتیں۔ چک پہنچ کر ہم اپنی دادی، نانی اور چچی (بھابی تاج کی امی) سے خوب گلے ملتے۔ ہمارے سامنے صبح کی پکی روٹیاں اور لسوڑے کا نہایت نمکین اچار رکھ دیا جاتا اور چچی تازہ پانی کنوئیں سے لینے چلی جاتیں اور دادی تازہ کھانا پکانے میں مصروف ہو جاتیں۔ (ہمارا جانا اچانک ہوتا تھا، تب فون وغیرہ کی سہولت میسر نہیں تھی)۔

بڈھا گورایہ میں ہمارا گرمیوں میں سونا کوٹھے پر ہوتا تھا۔ سیڑھیاں کچی اور دونوں طرف سہاروں کے بغیر تھیں۔ اس لئے بچوں اور آپا جی کا اترنا چڑھنا آسان نہیں تھا۔ ہر بچے کے لئے الگ الگ چارپائی تھی۔ صرف دودھ پیتا بچہ آپا جی کے ساتھ سوتا تھا۔ حیدر سرِ شام چارپائیوں اور ہمیں کوٹھے پر چڑھا کر اپنے گھر چلا جاتا۔ یہ علاقہ کشمیر کے قریب تھا، شام کو آسمان پر اچھے بھلے ستارے جگمگا رہے ہوتے اور اچانک آدھی رات کو کالی گھٹائیں گرج کر آ جاتیں۔

قصباتی ماحول

وٹرنری ہسپتال عام طور پر قصبات میں ہوتے تھے۔ جس کے قریب کھلی جگہ پر کھیتوں کے درمیان، بڑ اور دوسرے تناور درختوں کے نیچے کنواں ہوا کرتا تھا۔ سکھ وہاں سر دھو کر جوڑوں میں کنگھیاں کیا کرتے تھے اور دوسرے غریب غربا شدید گرمی سے بچنے کے لئے یہیں دوپہر سو کر گزارتے۔ شام کو یہ جگہیں محفلوں کا مرکز بنتیں۔ معاملات کے فیصلے ہوتے اور یہیں نہروں اور میلوں پر جانے کے پروگرام بنتے۔ دیہاتی کھیلوں اور جانوروں کی نمائشوں کا پروگرام بنتا۔ کھیلوں میں ابا جی اتنا اونچا گولہ پھینکتے کہ بڑ کے درخت سے اونچا چلا جاتا۔ ایک کمپوڈر پٹاخے بنانے کا بڑا شوقین تھا۔ لوہے کے ہاون دستے میں ریٹھے کی گولیاں کوٹتے وقت دستہ ٹوٹ گیا۔ کافی بڑا حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ ہم سب بچے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اللہ نے بچا لیا۔

بڈھا گورایہ میں احمدیت کا تعارف ابا جی کی وجہ سے ہوا۔ یہاں ابا جی کی بہت اچھی محفل تھی۔ اور آپا جی بھی چونکہ پیدائشی طور پر گاؤں کی تھیں اس معاشرے میں بڑی سیٹ تھیں اور بہن جی کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔ ابا جی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اچھے سکولوں والے قصبوں اور شہروں میں تبدیلیاں کرواتے رہتے۔ چنانچہ ہم بڈھا گورایہ سے خانقاہ ڈوگراں آ گئے۔ بھائی مظہر، باجی اور بھائی امتیاز کو پرائمری سکول ملے۔ مجھے تھوڑا تھوڑا یاد ہے، کہ آپا جی کی ساری سہیلیاں چُھٹ گئیں اور وہ اکثر انہیں یاد کر کے رو بھی پڑا کرتی تھیں۔ آپا جی سنایا کرتی تھیں، کہ ابا جی کا کوئی انگریز دوست ولایت جاتے ہوئے ایک خوبصورت کالا جرمن شیفرڈ کتا تحفے میں دے گیا (ویسے بھی ایک وٹرنری ڈاکٹر سے زیادہ محفوظ ہاتھ اسے کہاں ملتے)، اس کا نام تو کوئی اور ہوگا، مگر ہمارے گھر میں اسے کالو کہا جاتا تھا۔ جب میری پیاری والدہ ہم تینوں بہنوں کو روزانہ نئے کپڑے پہنا کر دروازہ کھول کر ابا جی کے پاس ہسپتال بھجواتیں، تو کبھی یوں بھی ہوتا کہ بارش نے گاؤں کی کچی گلیوں کو کیچڑ سے بھرا ہوتا۔ آپا جی کالو کو مخاطب کر کے کہتیں، کالو بچوں کو سوکھے رستے سے لے کر جانا اور کالو نہایت احتیاط سے ہمارے آگے دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتا اور ابا جی کے پاس پہنچا دیتا۔ ابا جی سے سر پر ہاتھ پھروا کر سکون سے بیٹھ کر ہانپنے لگتا۔

گائے بھینس کے لئے جو چارہ آتا اس کے کترنے سے پہلے ہم نرم نرم مکئی کے بھٹے اور

باجرے اور جوار کے سٹے نکال لیتے اور انہیں دہکتے چولہے میں دوتین بار پھیر کر ہاتھوں میں مسل کر پھونک پھانک کر دانے نکال لیتے، اور کچے چنوں کی اسی طرح ہولیں بنا لیتے۔ ہمیں گھر کی روٹی اور سالن سے سخت بیزاری تھی۔ ویسے غیرت کے اظہار کے لئے باوجود بھوک کے کھانے کے قریب بھی نہ جاتیں اور تو کسی کو احساس ہو نہ ہو آپا جی دوسرے دن علی الصبح تھال میں دہی مکھن اور پراٹھا لے کر بستر پر ہی آجاتیں اور گلے لگا کر پیار کرتیں اور ساتھ ناشتہ کر لینے کے لئے منت کرتیں، جس سے خواہ نخواہ اپنا آپ دُکھی انسانیت لگتا اور رونا آجاتا۔

قادیان میں ایک بار میں، حفیظہ اور دوسری کچھ لڑکیاں گھر سے اجازت کے بغیر کمیٹی سے ٹیکا لگوانے گئیں۔ وہاں سے بہشتی مقبرے میں دعا کے لئے چلی گئیں۔ گھر واپس آئے تو شکر دوپہر تھی۔ حفیظہ پتہ نہیں کسی طرح چالاکی سے گھر میں گھس گئی۔ مگر میں گھر سے ڈانٹ اور مار کے ڈر سے دھوپ میں کھڑی آہستہ آہستہ رو رہی تھی کہ صفائی کرنے والی لڑکی چھپو (شریفاں) ادھر سے گزری اور مجھے اپنے گھر لے گئی۔ بڑا ہی صاف ستھرا گھر تھا اور نمکین ٹھنڈی لسی کے ساتھ چھابے سے صبح کی پکی ہوئی گھی سے چپڑی ایک روٹی مجھ نمکین لسی کے گلاس کے ساتھ کھانے کو دی۔ بہت بھوکی تھی بڑا مزا آیا۔ جب تک ہم ہجرت کر کے پاکستان نہیں آگئے، چھپو میرے گھر میں بتانے کے ڈراوے دیتی رہی کہ میں نے چوڑھوں کے گھر سے روٹی کھائی تھی، اور اور بہانے مجھ سے کئی چیزیں بٹورتی رہی۔

ہجرت کے بعد ابا جی کی ٹرانسفر خانقاہ ڈوگراں میں ہوئی، جہاں ہمیں ہندوؤں کا چھوڑا ہوا دو منزلہ مکان مل گیا۔ یہاں پر ہم میں صرف بھائی امتیاز سکول جاتے تھے ہم تینوں بہنیں فارغ رہیں اور گھر میں ابا جی حساب اور اردو پڑھایا کرتے تھے تاکہ پرائیویٹ امتحان دے سکیں۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود کی کوئی کتاب شروع کرواتے اور مشکل الفاظ علیحدہ لکھ کر ان کا مطلب بتاتے۔ اس طرح ہماری اردو اور حساب بہت اچھے ہوگئے۔

تقریباً دو سال بعد ابا جی نے ٹرانسفر شاہکوٹ کروالی۔ جہاں ہم تینوں بہنوں نے آٹھویں میں داخلہ لے لیا اور ضلع بھر میں اول آئیں۔ اس ہسپتال سے متصل بڑی کھلی زمین تھی۔ جہاں پر ڈاکٹر، کمپاؤنڈر اور مددگار کارکن سبزیاں ٹماٹر، پیاز، لہسن، اور ککڑیاں اگاتے تھے۔ ساتھ ہی لڑکوں کا سکول تھا جس کے ساتھ سنگتروں کا باغ تھا۔ ہمارا محبوب مشغلہ ان پھلوں اور سبزیوں کو کھانا اور کھیتوں میں تتلیوں اور ٹڈوں کے پیچھے بھاگنا دوڑنا، اور موگرے، چھولیا اور گنے چوسنا تھا۔ کمپوڈروں کے بچوں کو جانوروں کی طرح ٹانگ پکڑ کر گرا لیتیں اور ان کی جھوٹ موٹ پٹی کرتیں۔ اکثر راستہ چلتے لوگ ہمیں چھیڑنے کے لئے پوچھتے ''آپ کون ہیں''؟ (یعنی مذہب کیا ہے) اور جب ہم بتاتے ''سچے احمدی''! تو شرارت سے ہنس دیتے۔

سکول اور ہمارے کوارٹر سے متصل سکول کی گراؤنڈ تھی، جس میں قرب و جوار کی لڑکیاں اور خواتین گرمیوں کی شاموں میں مل کر گپ شپ کرنے آیا کرتی تھیں اور کیکلی ڈالتی تھیں۔

ہمارے گھر اور سکول کے درمیان میں ایک کھیت تھا۔ جہاں ایک بڑ کا بہت بڑا درخت تھا جس کے نیچے، ٹنڈوں والے کنویں کے آگے دو بھینسے جُتے ہوتے، جن کی آنکھوں پر کھوپے چڑھے ہوتے تھے۔ وہ نہایت سست روی سے گول گول چکر میں گھومتے رہتے۔ ان کے گلے کی گھنٹی، پانی کے دھارے کے گرنے کا شور اور رہٹ کی چیں چوں اور بڑ پر مختلف پرندوں کا شور مل کر عجیب سی موسیقی کا سا سماں پیدا کرتا تھا۔ بڑ کی چھاؤں میں چارپائیوں پر بیٹھے سکھ اپنے بال سکھا رہے ہوتے، کچھ کنگھی کر رہے ہوتے اور ساتھ ساتھ گپیں لگا رہے ہوتے۔

سکول سے نکلتے وقت جب ہماری کلاس فیلوز ہمارے گھر کے پاس سے گزرتیں تو بڑی حیران ہوتیں کہ سنہری بالوں اور بڑی بڑی نیلی آنکھوں والا بچہ کس کا ہے۔ یہ ہماری سب سے چھوٹی بہن بچھو تھی۔ اس کا ایک بڑا لطیفہ ہوگیا۔ اسی زمانے میں ابا جی نے علاقے کی بھینسوں اور گائیوں کی صحت کا شو کرایا۔ ڈپٹی ڈائیریکٹر جج کی حیثیت سے آیا، ہماری بھینس اور گھوڑی کو پہلا انعام ملا۔ اتفاق سے بچے بھی کھیلتے ہوئے ادھر آنکلے۔ تو بچھو کو دیکھ کر اس نے پوچھا یہ پیارا سا بچہ کس کا ہے؟ ابا جی نے اسے بتایا یہ میری سب سے چھوٹی بچی ہے۔ اس نے ہنس کر فیصلہ سنایا کہ یہ علاقے کا سب سے صحت مند اور خوبصورت بچہ ہے اور اسے بھی پہلا انعام ملا!

حافظ آباد میں

شاہ کوٹ میں ہائی سکول نہیں تھا، ابا جی نے حافظ آباد ٹرانسفر کرالی۔ باجی نے نویں کلاس میں، میں اور حفیظہ نے انگلش سپیشل میں داخلہ لیا۔ ہمارا سکول ہندوانہ دومنزلہ عمارت میں تھا۔ یہاں کا پانی بے حد میٹھا اور ہماری یونیفارم سفید تھی۔ ہیڈ مسٹریس مس مبارک علی اولڈ بیچلر تھیں، لائق طالبات کو بہت اہمیت دیتی تھیں۔ سکول میں صبح اسمبلی میں یونیفارم، بوٹوں کی پالش، دانت اور ناخن چیک ہوتے تھے۔ چوڑیاں اور کسی قسم کا زیور پہننے کی اجازت نہیں تھی۔

یہ زمانہ ہماری تعلیم کا گولڈن زمانہ تھا۔ کیا پڑھائی، اور کیا شرارتوں کی وجہ سے ہم نے زندگی کو بہت انجوائے کیا۔ ہر محلے کے طالب علموں کے ساتھ ایک مائی گھروں میں چھوڑنے جاتی تھی، لیکن اس کے باوجود رستے میں ہماری شرارتوں کی حد ختم نہیں ہوتی تھی۔

سالانہ فنکشن پر ڈرامے اور ڈانس اور لڈیاں ڈالی جاتیں اور بھاری ٹکٹ پر خواتین دیکھنے آتیں۔ سکول کے اردگرد اونچے ٹینٹ لگوائے جاتے تھے اس کے باوجود مولوی مسجدوں میں اگلے سال تک ہنگامہ مچائے رکھتے اور تان آکر احمدیوں پر ٹوٹتی۔ 1954ء کا زمانہ تھا لیاقت علی خان کے قتل کے بعد ملک دشمن عناصر سر اُٹھا رہے تھے۔ وٹرنری ڈاکٹر کے کوارٹر کے سامنے برف کا کارخانہ تھا، جس کی چھت پر سے پانی کے گرنے کی آواز چھن چھن آتی رہتی تھی اور گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا ہو کر ہمارے گھر آتی۔ ابا جی نے برف خانے اور ہمارے کوارٹر کی درمیانی دیوار پردے کے لئے اونچی کروادی تھی۔

ڈاکٹر کے کوارٹر کے پچھواڑے میں امام باڑہ تھا اور درمیان کی خالی جگہ پر گردو پیش کے لوگوں کے جانور بندھے رہتے۔ عورتیں اردگرد کی دیواروں کی ہر خالی جگہ پر گوبر کی تھاپیاں لگا رہی ہوتیں اور سوکھی تھاپیاں اتار کر گھر لے جا رہی ہوتیں۔ اُس طرف ہماری جالی کی کھڑکیاں کھلتی تھیں۔ میرا مقصد امام باڑے کا (جو شیعوں کی عبادت گاہ کا درجہ رکھتا ہے) ماحول بیان کرنا ہے۔ وہاں ایک سفید رنگ کا گھوڑا بندھا رہتا تھا اور چار یا پانچ رگڑی ہوئی اور سرسوں کے تیل سے چُپڑی چمکتی ٹنڈوں والے ملنگ، صرف گندی دھوتیوں میں ملبوس (انہوں نے اپنی حالت سے حتی المقدور خدائی تخلیق کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی تھی) رہتے تھے۔ دن کے نو دس بجے کے قریب کونڈی میں کچھ زور زور سے رگڑنے کی آوازیں آتیں۔ سب ملنگ کونڈی کے گرد بیٹھ جاتے اور ایک گندے سے مٹی کے پیالے میں کونڈی سے کوئی پتلی سی سبز لسی انڈیل لیتے اور باری باری منہ لگا کر پی کر زوردار ڈکار لیتے ہوئے ان میں سے ایک آواز اُٹھاتا ''یا۔ یا۔ یا'' اور سارے مل کر ایک جھٹکے کے ساتھ نعرہ لگاتے ''علی''!

ان دنوں امام باڑے میں ایک جلسہ منعقد ہوا ......جس میں ہمارے خلاف ہر طرح کی دریدہ دہنی کی گئی اور کتوں اور سانڈھوں کی سی آوازیں نکالی گئیں۔ جب گلے خشک ہوگئے تو فیصلہ ہوا کہ ہم سب فرقے سچے مسلمان ہیں سوائے قادیانیوں کے جو پکے کافر ہیں......! جلسے کے بعد گلے تر کرنے کے لئے اور ٹھنڈے پانی کے لئے آٹھ دس جاہل شکل عورتیں ہمارے دروازے پر آکر کہنے لگیں ''بی بی ترِہ بڑی لگی ہوئی آ، ٹھنڈا پانی تاں چا پلا''۔ آپا جی نے کورے گھڑے کے سوندے پانی میں برف ملائی اور کہا ''لو پیو پر ہے جے اسی قادیانی۔'' بچاریاں نہایت شرمندہ ہو کر پیاسی ہی بھاگ گئیں۔

ہر محلے کی لڑکیوں کے ساتھ مائی انہیں گھر چھوڑنے جاتی، اس کے باوجود ہماری راستہ بھر شرارتوں کی کوئی حد نہ ہوتی۔ ہم جب سکول جاتیں تو اکثر چھٹی کے وقت رستے میں جلوس جا رہے ہوتے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب لیاقت علی خان کے قتل کے بعد ملک دشمن عناصر سر اُٹھا رہے تھے۔ عمر ایسی تھی کہ ہمیں کوئی ڈر بھی نہیں لگتا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ ویسے ہی ہوہوا کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کا کوئی خاص مقصد نہیں۔ سکول میں اگر کوئی لڑکی احمدیت کے خلاف بات کرتی تو ہم اسے منہ توڑ جواب دیتیں۔ پڑھائی میں اچھی ہونے کی وجہ سے ہیڈ مسٹریس مسز مبارک علی ہمارے خلاف کوئی بات نہ سنتیں۔

ایک بار جب ابا جی کہیں بیرونِ شہر دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ ایک جلوس مین روڈ سے ہمارے ہسپتال کے احاطے میں آگیا۔ ہمارے گھر کی چاردیواری ہسپتال سے علیحدہ تھی۔ جلوس میں شامل اوباش طبقہ ایک دوسرے کے کندھوں پر سوار تھا اور ڈنڈے، سوٹیاں وغیرہ ہاتھوں میں تھیں۔ نعرہ ہائے تکبیر اور ختم نبوت کے نعرے لگانے کے بعد ان میں سے ایک نے تقریر کرنا شروع کی۔ ''اے ہماری کشمیری بہنوں! اپنے باپ کو سمجھا لو کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔ ورنہ تم جانتی ہو کشمیری کتنے برے لوگ ہوتے ہیں۔'' میری والدہ اور بڑی بہن سجدے میں گر گئیں اور خدا تعالیٰ سے شیطانوں کے شر سے پناہ مانگنے لگیں۔ اپنے بھولے پن کی وجہ سے میں اور حفیظہ اونچی جگہ کھڑی ہو کر اس نایاب نظارے کو انجائے کرتی رہیں۔

حسنِ اتفاق سے عین اُسی وقت ابا جی سارے دن کے تھکے ماندے کمپوڈر اور دوسرے عملے کے ساتھ قریبی سات دیہات کا سائیکلوں پر دورہ کر کے جب ہسپتال میں داخل ہوئے تو یہ نظارہ دیکھا۔ ابا جی ایک لفظ کہے بغیر پیچھے پلٹے اور سیدھے قریب کے تھانے کے تھانیدار کو اطلاع دی جو بمعہ چند سپاہیوں اور بندوقوں کے پہنچ گئے۔ تھانیدار نے ایک للکار کے ساتھ ایک دو ہوائی فائر کر دیئے، پھر تو لوگ اس طرح ایک دوسرے کے اوپر گرتے بھاگے کہ کچھ تو کچلے بھی گئے ہوں گے، کہ کچھ ہی دیر میں میدان خالی ہوگیا۔

ربوہ۔ دارالعافیت میں

اس واقعہ کے بعد ابا جی نے دارالصدر شمالی ربوہ میں جلدی جلدی مکان تعمیر کروایا۔ ابھی اندر سے پلستر بھی نہیں ہوا تھا اور نہ ہی بجلی آئی تھی، ہمیں آپا جی کے ساتھ 1952ء میں ربوہ بھیج دیا، جہاں ہمیں سکولوں میں داخل کروا دیا گیا۔ ابا جی بس پر کسی آتے جاتے کے ہاتھوں گوشت وغیرہ بھجوا دیتے تھے ہم اسی دن بھون بھان کر سارا کھا لیتے، اور باقی دنوں کالے چنوں کا شوربہ بنتا۔ خود مہینہ

بعد آ کر چکر لگا جاتے۔

ابا جی کی خصوصی توجہ اور پلاننگ کے تحت لڑکیوں کا سکول اور کالج ہمارے گھر سے پیدل دس منٹ پر تھا۔ یہ بڑا سکون تھا کہ احمدیہ ماحول تھا اور ہمیں ایک دوسرے کے گھر جانے کی آزادی تھی۔ سکول میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دی جاتی جس میں قرآن کریم کی تفہیم دی جاتی، لجنات کے اجلاس ہوتے، دینی اخلاق پر تقاریر ہوتیں۔

ہم سب بہن بھائی صحن میں ایک بڑے میز پر ٹیبل لیمپ رکھ کر اردگرد چارپائیوں اور کرسیوں وغیرہ پر اپنی کتابیں وغیرہ لے کر بیٹھ جاتے، شرارتیں زیادہ اور پڑھتے کم تھے۔ کیونکہ خصوصاً گرمیوں میں کیڑے پتنگے اور شہد کی مکھیاں لائیٹ پر آ جاتیں۔ ہم کاپیوں، کتابوں پر کیڑے چڑھا کر ایک دوسرے پر اُچھال دیتے۔ آپا جی باقاعدہ اپنی نیند حرام کر کے رات دس بجے نہایت مزیدار گڑ والی چائے بنا کر پلاتیں، جو ہمارے لئے سونے کی گھنٹی ثابت ہوتی، ہم سکون سے لیمپ کو پھونک مار کر اپنی اپنی چارپائیوں کو فاصلوں پر کھینچ کر لمبی تان کر خراٹے لینے لگ جاتے۔

چار کنال کے صحن میں ولائتی کیکر کی پھلیاں بھی گرتی رہتیں۔ ربوہ کی راتیں کافی ٹھنڈی ہوتیں۔ تب مچھر بھی تیز ہوا کی وجہ سے کم ہوتا تھا۔ ربوہ کا نمکین پانی اور سارے علاقے میں سایہ دار درخت نہ ہونے کے برابر تھے۔ گھر بھی بڑا اور صحن کچا تھا اور گرمیوں میں باقاعدہ آندھیاں آتیں اور گھر کو مزید دھول سے بھر جاتیں۔ مگر فضا خوب ٹھنڈی ہو جاتی اور سکولوں کا بھی یہی حال تھا۔ صبح جا کر جھاڑ پونچھ اور صفائی کرنا پڑتی۔ ولائتی مرغیاں بے حساب انڈے دیتیں، خوب حلوے بنتے اور دوست احباب کی تواضع ہوتی۔

ہمارے صحن کا کیکر

ایک دن شکر دوپہر باہر کا دروازہ بہت زور زور سے دھڑ دھڑ بجا۔ پتہ چلا بڑے ماموں اور سعید بھائی کسی قریبی کھیت سے ایک ولایتی کیکر گاچ کر لائے ہیں۔ ہم سب حاضرین نے مل کر ایک بڑا اگڑھا کھودا اور اس میں پلانٹ کر دیا اور پھر اسے سوتے جاگتے اتنا پانی دیا کہ وہ چند ماہ میں ایسا بڑھ گیا کہ ہوائیں اس کی شاخیں توڑ دیتیں۔ اور ہم نیچے رسیاں باندھ باندھ کے حفاظتی تدبیریں کرتے۔ ایک سال کے اندر اندر اس کی پھلیوں نے سارے ربوہ میں ہر طرف کیکر بھر دیئے۔ اب ہمارے صحن کے اس کیکر کا تنا مشکل سے دو بندوں کے جپھوں میں آتا ہے۔ ہم نے بھی اسے یادگار کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ جب کبھی اسے کٹوانے کی تجویز ہوتی ہے اس کی زندگی کے کئی حامی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب یہ ایک تناور سراپا فیض شجر ہے۔ رات کو بے شمار چڑیاں اسے رین بسیرا بناتی ہیں۔ ان کی چوں چوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس کی چھاؤں میں بھٹے بھونے جاتے ہیں اور کچے چھولیئے کی ہولیں بنائی جاتی ہیں۔ گرمیوں میں آم ٹھنڈے کر کے اس کی چھاؤں میں بیٹھ کر چوسے جاتے ہیں، مددگار خواتین دھلائی کرتی ہیں، چارپائیوں پر دوست احباب سے گپ شپ ہوتی ہے۔ ضرورت مند اس کی پھلیاں تندوروں اور بھٹیوں میں جلانے کے لئے لے جاتے ہیں۔

ربوہ کا ماحول

ربوہ کا ماحول دوسرے قصبات سے یکسر مختلف تھا۔ یہاں کسی گھر سے ریڈیو یا ٹی وی پر گانوں کی آواز نہیں آتی تھی، نمازوں کے اوقات میں نمازیوں کا بیت الذکر میں تانتا لگ جاتا۔ یہاں سب احمدی رشتہ داروں کی طرح مل جل کر رہتے۔ جلسے، اجلاس، بچوں کے لئے، بڑوں کے لئے قرآن کلاسیں۔ نیکی کی باتیں۔ سکول و کالج کے سالانہ داخلہ سے پہلے دینی امتحان کا سالانہ مقرر کردہ کورس، ضرور پورا کرنا ہوتا تھا۔ حضرت چھوٹی آپا کھانے اور کڑھائی اور روٹی پکائی کے سالانہ مقابلے کرواتیں۔

خنک موسم شروع ہوتے ہی سالانہ اجتماعات کی گہما گہمی، ڈیوٹیاں اور ان دنوں سارے پاکستان کی سالانہ صنعتی نمائش ہوتی تھی۔ جو قابل دید ہوتی تھی۔ ملکی حالات نہایت خراب ہونے اور خلیفۂ وقت کی ہجرت کے بعد بھی جماعت احمدیہ ربوہ اپنے حسن کارکردگی کا معیار قائم رکھے ہوئے ہے۔

رشیدہ کو درثمین، درعدن اور بخار دل سے کئی دعائیہ شعر یاد تھے جو سیر کے دوران اونچی آواز میں گنگناتی رہتیں۔ مجھے تیسویں سپارے کی آخری سورتوں کے ناموں کی فہرست دی ہوئی تھی میں نام پڑھتا جاتا، رشیدہ سورۃ کی تلاوت چلتے چلتے، یا پارک میں بینچ پر بیٹھی کرتی جاتیں۔ بعد میں ہم دعائیہ اشعار پڑھتے اور دعائیں کرتے گھر لوٹ آتے۔ وفات سے ایک مہینہ پہلے نقاہت کے باوجود میرے ساتھ سیر کے لئے نکلیں، تیس چالیس قدم چلی ہونگی کہ یہ کہہ کر واپس آ گئیں کہ اب مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ یہ مرحومہ کی آخری سیر تھی۔

اکثر محترمہ امتہ الباری صاحبہ جو شائد رشیدہ کی کلاس فیلو بھی ہیں، کے دعائیہ اشعار درد کے ساتھ پڑھتی رہتیں:

پرس میں ایک چھوٹی سی کاپی رکھی ہوئی تھی، جس میں درج ذیل اشعار دُرّعدن، بخارِ دل وغیرہ سے نقل کئے ہوئے تھے، سیر کے دوران بار بار پڑھنے سے ازبر تھے:

ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلبگارِ محبت

....

اک نورِ خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہِ ظاہر و پنہاں کو بخش دو

....

دونوں جہاں میں مایہ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

....

محمدؐ کا خدا ہے پیار والا
محمدؐ کا جہاں میں بول بالا

....

تری نصرت سے ساری مشکلیں آسان ہو جائیں
ہزاروں رحمتیں ہوں، فضل کے سامان پیدا کر

....

جو تیرے عاشق صادق ہوں، فخر آلِ احمد ہوں
الٰہی نسل سے میری تو وہ انسان پیدا کر

....

میرا کوئی نہیں ہے ٹھکانا ترے سوا
تیرے سِوا کسی کے بھی قابل نہیں ہوں میں

....

تیری ستاری کا صدقہ میرے ستارالعیوب
حوضِ کوثر میں ڈبو دے نامۂ اعمال کو

....

دل کے مالک پکار سن دل کی
ہر دعا مستجاب ہو جائے
بادِ رحمت سے اُڑ کے ہر غم و فکر
ایک بھولا سا خواب ہو جائے
الٰہی مشکلیں آسان کر دے دست قدرت سے
الٰہی فضل کے سامان کر دے اپنی رحمت سے

....

اے کہ تو ہے منعم اعلائے من
میں تیرا بندہ ہوں اے آقائے من
لطف کن برمن طفیل آنکہ بود
سید من، شیخِ من، مرزائے من

....

میں آج جب انہی رستوں پر اکیلا سیر کے لئے نکلتا ہوں، تو مرحومہ کے لئے دعائیں کرتا لوٹ آتا ہوں، میرے ساتھ ساتھ مرحومہ کی یاد اور مستجاب دعائیں خوشبو کی طرح رہتی ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

مکرم بشیر الدین کمال صاحب

احمدیوں کا نیک نمونہ

خدا تعالیٰ کے فرستادہ بنی نوع انسان کو جہاں کتاب وحکمت کی باتیں بتاتے اور سکھاتے ہیں وہاں ان کی اعلیٰ درجہ کی تربیت بھی کرتے ہیں تا کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے ہر لحاظ سے تابع وفرمانبردار رہ سکیں۔ اس تربیت کے نتیجہ میں وہ بنی نوع انسان سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی مدد کرتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے ئے دعائیں کرتے ہیں۔ ان سے ہمدردی اور پیار سے پیش آتے ہیں۔ تکبر اور نخوت سے دور بھاگتے ہیں۔ اس تربیت کا ایک یہ بھی نتیجہ ہوتا ہے کہ ان میں ایمانداری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایماندار اور اپنے اخلاق کی حفاظت کرنے والی ہے۔ خاکسار ایمانداری کی صرف ایک دو مثالیں پیش کرنا چاہتا ہے۔

مورخہ 3 جنوری 2013ء کو خاکسار ربوہ کے ایک بینک سے پنشن لینے کے لئے گیا۔ پنشن لینے کے لئے بھی لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ خاکسار بھی اس قطار میں کھڑا تھا۔ میرے آگے ایک بزرگ پنشن لینے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے پنشن وصول کر لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیشئر کے ہاتھ میں تمام رقم تھما کر فرمانے لگے کہ مجھے مبلغ 21 ہزار روپے پنشن کے لئے چاہئے تھے آپ نے زیادہ دے دیئے ہیں۔ کیشئر صاحب نے وہ رقم لی اور گننا شروع کی تو وہ 25 ہزار روپے کی رقم تھی۔ 4 ہزار روپے اپنے پاس رکھ کر بقیہ 21 ہزار روپے ان بزرگ کو پکڑا دیئے اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

اس سے دو ماہ پیشتر بھی ایک بزرگ کو کیشئر نے ایک ہزار روپیہ پنشن میں زیادہ دے دیا جو انہوں نے اپنی پنشن گننے کے بعد ایک ہزار روپیہ جو زائد لیا تھا واپس کر دیا۔

اکثر غیر از جماعت احباب یہ اعتراف کرتے ہیں کہ احمدی لوگ خاص طور پر ربوہ والے پیسے نہیں مارتے۔

ایسے واقعات اکثر سامنے آنے چاہئیں تا کہ میرے جیسے کمزور آدمی سبق سیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک کام انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ دفتر شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم سعد محمود باجوہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ یو۔کے اور بہو مکرمہ طیبہ مہناز صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 24 مئی 2013ء کو دو بیٹوں کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام تابینہ محمود عطا فرمایا ہے جو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔نومولودہ مکرم بشیر احمد باجوہ صاحب آف داتہ زید کا مقیم جرمنی کی نواسی اور حضرت چوہدری محمد علی پٹواری صاحب آف چونڈہ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ انسانیت اور احمدیت کیلئے اس کا وجود مفید و مبارک اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔آمین

ولادت

مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب اوسلو ناروے تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم خواجہ عطاء العزیز صاحب اور بہو مکرمہ قرۃ العین صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 16۔اپریل 2013ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔حضور انور نے ازراہ شفقت اس کا نام قاصد احمد عطا فرمایا ہے اور تحریک وقف نو میں شامل فرمایا ہے۔نومولود مکرم خواجہ عبدالحی صاحب مرحوم ربوہ کی نسل سے،مکرم لیاقت علی صاحب آف ناروے کا نواسہ اور حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب عرف پولا رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک خادم دین بنائے اور صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔آمین

انسپکٹر تعلیم کا دورہ لاہور

15 مئی 2013ء سے نظارت تعلیم کی طرف سے انسپکٹر صاحب فروغ تعلیم کے سلسلہ میں لاہور کے حلقہ جات/ مضافات کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(نگران امداد طلباء نظارت تعلیم)

درخواست دعا

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

مکرم سید حنیف احمد قمر صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر ربوہ کا فضل عمر ہسپتال میں پتے کا آپریشن ہوا ہے۔آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔ احباب جماعت سے ان کی مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مبارک احمد وڑائچ صاحب دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ماموں زاد محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد وڑائچ صاحب فیصل آباد کی ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن ہوا ہے۔خدا کے فضل سے آپریشن کامیاب ہوا ہے۔آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

مکرم نسیم احمد بٹ صاحب فیکٹری ایریا سلام ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ساس مکرمہ ناصرہ شکور صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ عبدالشکور صاحب مرحوم ساکن فیکٹری ایریا سلام ربوہ منہ اور گلے کے کینسر میں مبتلا ہیں موصوفہ پچھلے تین ماہ سے بیمار ہیں اور اس وقت نوری ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج ہیں ۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

محترم رانا شبیر احمد صاحب کارکن طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا عبدالکریم صاحب کاٹھگڑھی کے پتے کا آپریشن جرمنی کے ایک ہسپتال میں ہوا ہے۔کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم از کم ایک کمرہ تعمیر کریں۔جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید و فروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کرلیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جاسکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفیکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔کالی سیاہی استعمال کی جائے۔کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی از خود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کرلیا جائے تا کہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جاسکے۔اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس،فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضٰی محمود
فون دکان:047-6215747 فون رہائش:047-6211649

خبریں

سندھ، خیبر پختونخوا اسمبلیوں کے نو منتخب ارکان نے حلف اٹھالیا

خیبر پختونخوا اور سندھ اسمبلیوں کے نو منتخب ارکان نے حلف اٹھالیا۔ سندھ اسمبلی کا اجلاس سپیکر نثار کھوڑو کی صدارت میں شروع ہوا۔ سپیکر نے سندھ اسمبلی کے 158 نو منتخب ارکان اسمبلی سے حلف لیا۔ اسی طرح خیبر پختونخوا اسمبلی کے 123 نو منتخب ارکان نے عام انتخابات کے 17 دنوں بعد صوبائی اسمبلی کی رکنیت کا حلف اٹھا لیا۔ خیبر پختونخوا اسمبلی کے سپیکر کرامت اللہ چغرمٹی نے اجلاس کی صدارت کی اور ارکان اسمبلی سے حلف لیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کرے کہ تبدیلی کا نعرہ فرسودہ نظام کے خاتمے کا سبب بنے۔ نئی اسمبلی کیلئے ہماری نیک خواہشات ہیں۔

الیکشن کے بعد پہلا ڈرون حملہ

شمالی وزیرستان کے صدر مقام میرانشاہ کے نواحی گاؤں چشمہ پل میں ایک مکان پر امریکی ڈرون طیاروں کے میزائل حملوں میں 7 افراد جاں بحق ہوگئے۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حملے میں طالبان کمانڈر ولی الرحمٰن بھی مارا گیا جبکہ طالبان نے اس کی تردید کی ہے۔ پاکستان میں 11 مئی کے عام انتخابات کے بعد یہ پہلا ڈرون حملہ ایسے وقت میں کیا گیا ہے جب خیبر پختونخوا اسمبلی کی تقریب حلف برداری ہو رہی تھی۔

ابتدائی مرحلے میں غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ختم کردیں گے

مسلم لیگ (ن) کے سربراہ اور نامزد وزیر اعظم میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ ملک میں جاری توانائی بحران کو جلد حل کرنے کیلئے ہر طرح کے وسائل بروئے کار لائیں گے۔ ابتدائی مرحلے میں غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ختم کی جائے گی۔ انتظامی معاملات درست کرنے کے لئے سخت فیصلے کرنا ہوں گے۔ عوام کو ریلیف دینے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔ کرپشن کے خاتمے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کئے جائیں گے۔ توانائی بحران پر قابو پالیا تو ملک ترقی کے راستے پر چل پڑے گا۔ یہ باتیں انہوں نے رائیونڈ میں توانائی بحران کے حل کے سلسلہ میں مشاورتی اجلاس میں کہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 31 مئی

طلوع فجر	3:34
طلوع آفتاب	5:02
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:10

برما میں فرقہ وارانہ فسادات پھر شروع

برما میں ایک مرتبہ پھر مذہبی فسادات کی لہر میں تیزی آ گئی۔ برما کی شمال مشرقی ریاست شان کے دارالحکومت لیشیو میں مسلمانوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔ لیشیو میں بدھ مت کے پیروکاروں کی جانب سے مسجد میں آگ لگا دی گئی۔ حالیہ مہینوں میں برما میں فرقہ وارانہ فسادات اور تشدد کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ماہ مارچ میں اسی طرح کے فرقہ وارانہ تشدد میں 43 افراد مارے گئے تھے جن میں بیشتر مسلمان تھے۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

❁ جو خریداران الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ مئی 2013ء مبلغ -/120 روپے ہے۔ بل کی ادائیگی جلد از جلد کردیں۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
کھانا ہضم کرتا ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ
اٹھوال فیبرکس
توکل ڈیزائنر کی لون ہی لون
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
الطاف احمد اٹھوال: 0333-7231544

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیوفزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

گرمیوں کی گرم ہواؤں میں، آجائیں صاحب جی کی چھاؤں میں
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ 6212310-47-92+
www.sahibjee.com

FR-10

Every piece a masterpiece

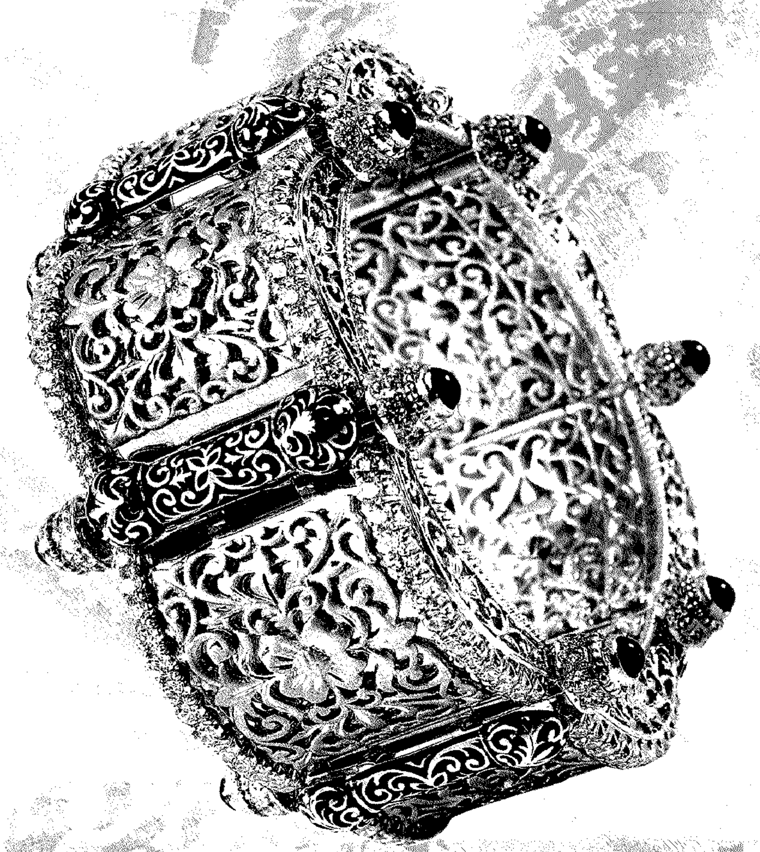

Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.

We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.

This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.

Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.

Ar-Raheem Jewellers

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi,
Karachi-74700.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block-8, Clifton, Karachi.